واقعہ معراج مصطفےٰ ﷺ　قسط نمبر۲

مولانا محمد منشاء کاشف صاحب

سفر کی دو منزلیں: معراج کے سفر کی دو منزلیں ہیں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک منزل ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمان تک دوسری منزل ہے قدرت نے مکہ سے سیدھے آسمان تک معراج کی ایک منزل نہیں کی اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ سے سیدھے آسمان تک ایک ہی منزل ہوتی تو کوئی ایسی دلیل نہ تھی کہ جس سے واقعہ معراج کی سچائی کفار مکہ کے سامنے پیش کی جاتی اسلئے ضرورت تھی کہ ان کے سامنے معراج کے سفر کی ایک ایسی منزل پیش کی جائے جس کے حالات سے کافر پورے طور پر واقف ہوں تاکہ اس سفر کی تصدیق کے بعد واقعہ معراج میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے اس لئے قدرت نے آسمانی سفر کے ساتھ زمین پر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کی ایک منزل مقرر کی ہے جس کی مسافت کو ایک تیز رو مسافر ایک ماہ میں طے کرسکتا ہے۔

تاریخ معراج: صحیح اور مستند روایات کے مطابق اور جمہور علماء کی رائے کے موافق معراج کا واقعہ ایک مرتبہ ہی پیش آیا جب آنحضرت ﷺ بیت المقدس اور پھر آسمانوں تک گئے روایات کی جزئیات میں اختلاف کو رفع کرنے کے لئے بعض لوگوں نے متعدد دفعہ معراج کا ذکر کیا حالانکہ مستند روایات میں اس کا اشارہ بھی نہیں (شرح مواہب اللدنیہ جلد اول ۲۵۵ بحوالہ سیرۃ النبی جلد سوم صہ ۳۹۷)

اسراء اور معراج کے الگ ہونے کے متعلق شاذ اقوال ہے لیکن صحابہ کرامؓ ومحدثین علماء امت اور متکلمین کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ بیت المقدس اور پھر آسمانوں تک آپ ﷺ ایک ہی رات میں تشریف لے گئے کسی بھی واقعہ کے متعلق جزئیات میں معمولی اختلاف ہویا کسی واقعہ کو مختلف راویوں سے لیں یا مختلف مواقع پر خود بیان کریں تو ترتیب واقعات اور دیگر جزئی امور میں کئی قسم کے اختلافات عام مشاہدے کی بات ہے لیکن اس کے باوجود اسکے اہم اجزاء کے وقوع میں شک نہیں ہوسکتا۔ یہی چیز واقعہ

معراج کے متعلق ہے واقعہ معراج کے متعلق حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے "هذا بعيد جدا ولم ينقل هذا عن احدمن السلف ولو تعدد هذا التعدد ولا خبر النبی به امته" (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صہ ۲۲ سہیل اکیڈمی لاہور)

یہ بہت بعید از قیاس بات ہے سلف میں سے کسی نے یہ نقل نہیں کیا اگر واقعہ معراج کئی دفعہ پیش آتا تو آنحضرت ﷺ اپنی امت کو بتاتے۔

معارف القرآن میں ہے کہ امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ معراج کی تاریخ میں روایات بہت مختلف ہیں موسیٰ بن عقبہ کی روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ ہجرت مدینہ سے چھ ماہ قبل پیش آیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہ ام المومنینؓ کی وفات نمازوں کی فرضیت نازل ہونے سے پہلے ہو چکی تھی امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کی وفات کا واقعہ بعثت نبوی کے سات سال بعد ہوا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ واقعہ معراج بعثت سے پانچ سال بعد میں ہوا ابن اسحاق کہتے ہیں کہ واقعہ معراج اس وقت پیش آیا جبکہ اسلام عام قبائل عرب میں پھیل چکا تھا ان تمام روایات کا حاصل یہ ہے کہ واقعہ معراج ہجرت مدینہ سے پہلے کا ہے حربی کہتے ہیں کہ واقعہ اسراء و معراج ربیع الثانی کی ستائیسویں شب میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا ہے اور ابن قاسم ذہبی کہتے ہیں کہ بعثت سے اٹھارہ مہینے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا ہے حضرات محدثین نے روایات مختلفہ ذکر کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کن چیز نہیں لکھی اور مشہور عام طور پر یہ ہے کہ ماہ رجب کی ستائیسویں شب معراج ہے۔ "واللہ سبحانہ تعالی اعلم"

عمر: معراج کے وقت حضور ﷺ کی عمر باون سال کے قریب تھی قاضی سلیمان مرحوم پٹیالوی لکھتے ہیں کہ ماہ رجب ۵۲ ولادت نبوی ﷺ کا پہلا دن جمعہ تھا لہذا ستائیسویں رجب کی شب کے بعد طلوع ہونے والا دن چہار شنبہ بدھ تھا اور اسلامی طریق سے شب معراج بھی چہار شنبہ تھی (رحمتہ اللعالمین جلد ۳)

مقام ابتداء: ابتداء سفر کے متعلق بظاہر مختلف روایتیں ہیں بعض میں حجر کا ذکر ہے بعض میں حطیم ہے بعض میں "بیتی" میرا گھر ہے بعض میں ام ہانی کا گھر ہے بعض میں شعب ابی طالب اور بعض میں مسجد حرام کا ذکر ہے۔

لیکن در حقیقت ان روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ حضور ام ہانی کے گھر سوئے ہوئے تھی جو شعب ابی طالب میں واقع ہے اس گھر میں لیٹنے کی وجہ سے حضور ﷺ نے اسے بیتی (میرا گھر) فرمایا ہے فرشتہ وہاں سے حضور کو حطیم کی طرف لے گیا جس کا دوسرا نام حجر ہے اس جگہ کو قریش نے تعمیر کعبہ کے وقت خالی چھوڑ دیا تھا یہی وہ جگہ ہے جہاں سے معراج کے سفر کی ابتداء ہوئی یہ جگہ مسجد الحرام کا ایک حصہ ہے اس لئے قران مجید میں معراج کے سفر کی ابتداء کے متعلق مسجد الحرام کا ذکر ہے۔ (فتح الباری)

شق صدر: حضور کا سینہ مبارک کئی مرتبہ چاک کرکے دل صاف کیا گیا معراج کی رات بھی جبرائیل ؑ نے آپ ﷺ کے سینہ کو ہنسل کی ہڈی کے درمیان ناف کے نیچے تک چاک کیا اور اور آپ ﷺ کے بطن مبارک کو آب زمزم سے دھویا اس کے بعد سونے کی ایک نورانی طشتری لائی گئی جو ایمان اور حکمت سے بھرپور تھی آپ ﷺ کے دل کو دھو کر مزید ایمان و حکمت سے پر کیا گیا (تاکہ حضور قدرت کی انوکھی آیات دیکھنے میں ثابت قدم رہیں) (صحیح البخاری)

براق: براق اس سواری کا نام ہے جو معراج کی رات حضور کے لئے پیش کی گئی براق کا مادہ برق ہے جس کا معنی بجلی ہے براق قدرت کی ایک عجیب و غریب مخلوق ہے جس کا قد گدھے اور خچر کے درمیان ہے رنگ سفید ہے چلنے میں برق (بجلی) سے زیادہ تیز رفتار ہے جب چلتا ہے تو جہاں اس کی نظر پڑتی ہے وہاں اپنا قدم رکھتا ہے اس نے معراج کی رات زمین و آسمان کی مسافت کو رات کے قلیل عرصہ میں طے کیا اور ہوائی آبی ناری مقامات کو اس سرعت سے عبور کیا کہ حضور ﷺ کو آگ، ہوا، پانی کے تکلیف دہ اثرات محسوس نہیں ہوئے (صحیح البخاری)

صحیح روایات کے مطابق انہی اسراء کی

@حادیث میں موجود ہے کہ جبرائیل براق کے حرکت کرنے پر اسے بتاتے ہیں "افبمحمد ﷺ تفعل هذا فما رکبک احد اکرم علی الله منه" (ترمذہ جلد ۲ صہ ۱۴۳)

کیا محمد سے ایسے کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمد سے مکرم معزز تم پر پہلے سوار نہیں ہوا گویا جبرائیل ہر مقام پر مودب نظر آتے ہیں سچ ہے "کل اناء یترشح بمافیه"

مسجد اقصیٰ میں نماز: نبی ﷺ جب بیت المقدس پہنچے براق کو پتھر سے باندھ دیا گیا جو باب محمد ﷺ کے پاس پڑا تھا آپ ﷺ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اذان ہوئی اور لوگ بھی وہاں جمع ہوگئے سب منتظر تھے نماز کون پڑھاتا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر معلی پر کھڑا کر دیا۔ میں سب کو نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر جبرائیلؑ نے کہا حضور ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ مقتدی کون تھے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں تو انہوں نے بتلایا کہ یہ انبیاء تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مقتدی بنا کر آپ ﷺ کی شان وشوکت ظاہر کی ہے (ابن ابی حاتم تفسیر ابن کثیر)

لیکن

حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی امامت آپ ﷺ نے واپسی پر فرمائی ہے۔

دودھ اور شراب: حضور ﷺ نے فرمایا مجھے پیاس لگی میرے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی میں نے شراب کا پیالہ چھوڑ کر دودھ کا پیالہ پسند کیا مجھے دیکھ کر جبرائیل نے کہا حضور "احببت الفطرة" کہ آپ ﷺ نے دین فطرت کو پسند فرمایا۔ (مسند احمد بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

آسمانی سفر کا آغاز: حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس معراج (سیڑھی) لائی گئی جس پر بنی آدم کی روح کا عروج ہوتا ہے یہ عجیب سیڑھی تھی مردہ کی نگاہ جب آسمان کی طرف لگتی ہے تو اس سیڑھی کی طرف دیکھ کر شق ہو جاتی ہے اور اس پر بنی آدم کے ارواح چڑھتے ہیں۔ پھر میں نے جبرائیلؑ کے ساتھ آسمان کی طرف عروج کیا۔

اہمیت معراج شریف: معراج شریف کا واقعہ ہمارے دین اور تاریخ میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کی بدولت مسلمانوں پر دن اور رات میں پانچ نمازوں کی ادائیگی فرض کی گئی جو اسلام کے پانچ ارکانوں میں سے ایک اہم رکن ہے۔ مسلمانوں کی ان ذمہ داریوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو انہیں اقوام وملل کی رہنمائی کے لئے سونپی گئی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو دنیاوی نیک وبد اعمال کے آخرت میں نتائج کے مشاہدے کرائے گئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کو قربت الٰہی کا وہ شرف عطا کیا گیا جو شرف اور اعزاز نہ پہلے کسی کو ملا نہ آئندہ کسی کو ملے گا۔

معراج شریف کا واقعہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں اس وجہ سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے کچھ عرصہ بعد محمد عربی ﷺ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا جہاں آپ نے احکام خداوندی کے مطابق ایک مثالی معاشرہ ایک مثالی مملکت اور ایک مثالی حکومت قائم کر کے دکھائی جس میں سب شہری یکساں حقوق رکھتے تھے جس میں عدل و انصاف کا دور دورہ تھا اور جس میں حکومت صحیح معنوں میں معاشرہ کی سرپرستی اور مربی تھی۔ منکرین معراج کے استدلال اور اسکے جواب کے بعد اب میں نفس واقعہ کی طرف آتا ہوں جسکی تفصیل اس طرح ہے۔

معراج شریف کی کیفیت: پیارے نبی ﷺ کی ایک چچیری بہن تھی ہند۔ یہ ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علی مرتضیٰ کی بہن تھی اور لوگوں میں ام ہانی کے نام سے مشہور ہے نبوت کا دسواں سال اور رجب کا مہینہ تھا ایک رات آپ انہی کے گھر سوئے ہوئے حسب معمول طلوع فجر سے پہلے آنکھ

کھل گئی آپ اسی وقت اٹھ گئے ساتھ ہی وہ بھی اٹھ گئیں آپ ﷺ نے وضو کیا نماز ادا کی پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ام ہانی عشاء کی نماز میں نے یہیں پڑھی تھی تمہارے ساتھ تم نے دیکھا ہی تھا پھر میں بیت المقدس گیا وہاں نماز پڑھی پھر اس وقت کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔ ام ہانی یہ سن کر حیرت کی تصویر بن گئیں کہ عشاء کی نماز آپ ﷺ نے ہمارے گھر پڑھی پھر درمیان شب بیت المقدس میں پڑھی پھر اس وقت کی ہمارے ساتھ پڑھی۔ آخر یہ کیونکر ہوا؟ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور بولیں۔ ذرا تفصیل سے بتایئے کیا کیا ہوا؟ اور کیسے ہوا آپ ﷺ نے فرمایا ام ہانی! میں سو رہا تھا کہ یکایک محسوس ہوا کہ کوئی جگا رہا ہے چنانچہ میری آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا تو چھت شق تھی اور حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس تھے اور یہ بالکل پہلا اتفاق تھا اس سے پہلے تو وہ کبھی اس طرح آئے نہیں وہ جب کبھی آتے سامنے سے آتے غرض آتے ہی انہوں نے ہاتھ پکڑا اور مجھ کو لیکر کعبہ کے حطیم کے پاس آئے پھر وہاں لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور سونے کی ایک پلیٹ جو ایمان و حکمت سے لبریز تھی میرے سینے میں انڈیل دی پھر سینہ بند کر دیا اسکے بعد ایک بہت سفید جانور لایا جو خچر سے ذرا چھوٹا اور گدھے سے ذرا بڑا تھا اس پر ہم دونوں سوار ہوگئے اور چشم زدن میں بیت المقدس پہنچ گئے وہاں پہنچ کر میں نے نماز پڑھی اور ام ہانی بڑے غور سے یہ واقعہ سن رہی تھیں اور اس وقت جہاں انہیں آپ کی عظمت کا احساس ہوا وہیں کچھ خطرہ کا بھی اندیشہ ہوا۔ بولیں میرے بھائی یہ کسی اور سے بیان نہ کیجئے گا۔ ورنہ جو ایمان لائے ہیں وہ بھی کانوں پر ہاتھ دھرلیں گے آپ ﷺ نے فرمایا بہن نہیں میں تو قریش سے بھی بیان کروں گا وہ بولیں میرے بھائی میں قسم دیکر کہتی ہوں قریش سے آپ بالکل نہ بیان کریں ورنہ وہ فوراً جھٹلا دیں گے اور الٹا نقصان پہنچائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں نہیں میں تو ان سے بھی بیان کرکے رہوں گا۔ پھر آپ اٹھ کر قریش کی مجلسوں میں جانے لگے اور اس وقت ام ہانی سے اور کچھ نہ بن پڑا البتہ اپنی ایک لونڈی کو بھی آپ کے ساتھ کر دیا کہ جاکر دیکھے اور جو کچھ ہو آکر اطلاع دے۔ آپ سیدھے کعبہ پہنچے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے جاکر آپ بھی ان

کے پاس بیٹھ گئے کہ جو کچھ دیکھا تھا ان سے بیان کریں لیکن پھر سوچا تو کچھ تردد ہوا اور آپ ایک گہری سوچ میں ڈوب گئے یہ واقعہ بیان کروں تو اسکا کیا انجام ہوگا؟ کیا لوگ میری بات مان لیں گے یا مجھے جھٹلا دیں گے اور کیا میں انہیں پورا واقعہ سنادوں گا کیا ان سے کہوں کہ میں رات بیت المقدس گیا تھا؟ اور کیا یہ بتادوں کہ وہاں سے پھر آسمانی بادشاہت کی سیر کرنے گیا تھا یا صرف اتنا ہی بتاؤں جتنا کہ ام ہانی کو بتایا ہے بہت دیر ہوگئی لیکن آپ یوں ہی بیٹھے رہے اس وقت آپ پر دو قسم کی کیفیات طاری تھیں ایک طرف تو آپ بہت ہشاش بشاش تھے چہرہ مبارک خوشی سے دمک رہا تھا کہ میرے رب نے مجھے کیسی کیسی نعمتوں سے نوازا ہے اور میری کتنی عزت افزائی کی ہے ایک ہی رات میں خانہ کعبہ سے بیت المقدس کی سیر کرائی پھر وہاں سے بلند آسمانوں کی معراج بھی جہاں کہ عرش الٰہی ہے اور جہاں کہ خداوند قدوس کی بادشاہت ہے دوسری طرف اندیشوں کا ایک طوفان تھا جو امڈا چلا آرہا تھا رہ رہ کر یہ خیال آتا کہ قریش کو جب یہ سناؤں گا تو وہ میرا مذاق اڑائیں گے مجھ کو جھوٹا سمجھیں گے حالانکہ میں تو چاہتا ہوں کہ پرودگار عالم کی جس عظمت کا خود مشاہدہ کیا ہے اسے ان سے بھی بیان کروں اور خدا تعالیٰ کی جن نشانیوں کو میری آنکھ نے دیکھا ہے ان سے ان کو بھی آگاہ کروں......

اس خیال سے آپ کے اندر بڑی بے چینی تھی آپ سر جھکائے چپ چاپ بیٹھے رہے حالانکہ کعبہ میں اس طرح آپ کبھی نہ بیٹھے تھے اوروں نے بھی دیکھا کہ آپ عادت کے خلاف چپ چاپ بیٹھے ہوئے ہیں ابو جہل بھی وہیں تھا اور عدی کا بیٹا مطعم بھی۔ ابو جہل نے چہرہ اترا ہوا دیکھا تو اٹھ کر قریب آیا اور بولا محمد ﷺ کیا ہوا آج کوئی نئی بات تو نہیں آئی اب آپ کو اپنی بات کہنے کا موقع مل گیا۔ فرمایا ہاں آج رات مجھے سیر کرائی گئی ابو جہل نے پوچھا کہاں تک؟ آپ نے فرمایا بیت المقدس تک ابو جہل کی ہنسی پھوٹی پڑ رہی تھی قریب تھا کہ وہ زور کا قہقہہ لگاتا لیکن اس نے ضبط سے کام لیا کیونکہ یہ بات آپ کو ناکام کرنے اور لوگوں کی نظروں میں آپ کی باتوں کو مشتبہ بنانے کے لئے ایک کامیاب ہتھیار بن سکتی تھی اس نے آپ کا اور حوصلہ بڑھایا بولا۔ اچھا اگر اوروں کو بھی بلالوں تو کیا ان

سے بھی یہ باتیں بیان کروگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ہاں کاسننا تھا کہ ابو جہل نے زور سے آواز لگائی کہ اے آل کعب بن لوی! فضا کو چیرتی ہوئی یہ آواز کانوں سے ٹکرائی اور آناً فاناً سارے لوگ اکٹھے ہوگئے۔ ابوالحکم (ابو جہل) کیا بات ہے کیا بات ہے؟ اب اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ جو ابھی سنایا ہے ذرا ان لوگوں کو بھی سنادو آپ ﷺ نے فرمایا آج رات براق نامی ایک جانور آیا اسپر بیٹھ کر میں نے بیت المقدس کی سیر کی وہاں پہنچا تو نبیوں کی جماعت آئی ان میں ابراہیم بھی تھے موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے میں نے ان سب کی امامت بھی کی یہ سن کر اکثر بے قابو ہوگئے اور زور کا قہقہہ بلند کیا ابو جہل تمسخر کے انداز میں بولا اچھا تو سارے نبی زندہ کرکے تمہارے پاس لائے گئے تھے؟ ذرا ان کا حلیہ تو بیان کرو آپ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ تو پستہ قد میں ہیں اور نہ زیادہ لمبے سینہ چوڑا ہے جسم سے خون ٹپکا پڑتا ہے۔ سر کے بال سرخی مائل ہیں۔ موسیٰ کا جسم بھاری بھرکم رنگ سانولا قد لمبا ہے اور خدا کی قسم ابراہیم سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہیں صورت میں بھی سیرت میں بھی۔

سب نے دانتوں تلے انگلیاں دبالیں کہ محمد ﷺ یہ کیا کہہ رہے ہیں کیا یہ واقعی سچ ہے یا جھوٹ اور من گھڑت۔ اس طرح کچھ دلوں پر آپ کی عظمت اور بڑائی کا سکہ بیٹھ گیا کچھ لوگوں کی عقلیں پریشان اور ذہن حیران ہوگئے کچھ لوگ آپ کو جھٹلانے اور مذاق اڑانے میں لگ گئے اور کچھ لوگ آپ کے عزیز دوست ابوبکرؓ کے گھر پہنچے کہ ان کو بھی یہ عجیب خبر سنادیں وہ بولے ابوبکرؓ ذرا اپنے جناب کی تو سنو کہتے ہیں کہ آج رات مجھ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے ابوبکرؓ نے فرمایا کیا انہوں نے فرمایا ہے؟ وہ بولے جی ہاں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر انہوں نے کہا ہے تو یقیناً سچ کہا ہے—— وہ بولے یہ بھی کوئی یقین میں آنے والی بات ہے وہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے ہی لوٹ آئے؟ انہوں نے فرمایا بے شک ایسا ہی ہوا مجھے تو اس سے زیادہ عجیب عجیب باتوں پر یقین ہے وہ کہتے ہیں کہ رات یا دن کا کوئی بھی وقت ہو آسمان سے میرے پاس ذرا سی دیر میں خبریں آجاتی ہیں اور مجھے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں بتاؤ یہ کتنی عجیب بات ہے؟ پھر حضرت ابوبکر پیارے نبی ﷺ

کے پاس آئے اس وقت آپ کعبہ میں تھے اور مشرکین آپ سے کہہ رہے تھے محمد ﷺ اب تک تو ہمیں کچھ شبہ تھا لیکن آج پتہ چل گیا کہ تم واقعی جھوٹے ہو (نعوذ باللہ) اپنی طرف سے گھڑ گھڑ کے ہر بات کہتے ہو ہم لوگ تو اونٹوں پر جاتے ہیں تو ایک مہینہ پہنچنے میں لگتا ہے اور ایک مہینہ واپسی اور تم کہتے ہو کہ ایک ہی رات میں گئے اور واپس بھی آگئے لات وعزیٰ کی قسم ہم کبھی نہیں مان سکتے یہ تو بالکل جھوٹ ہے ابوبکرؓ بول اٹھے۔ محمدؐ جھوٹ نہیں بولتے یقیناً آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ مطعم بولا محمدؐ ذرا بیت المقدس کا نقشہ تو بیان کرو۔ ابوبکرؓ سمجھ گئے کہ مطعم آپ کو زچ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ان کی خواہش ہوئی کہ آپ بیان کر دیں تاکہ آپکا سچا ہونا ثابت ہو جائے عرض کیا اللہ کے رسول بیان کر دیجئے آپ بے تکلف وہاں کا نقشہ بیان کرنے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ وہاں کبھی نہ گئے تھے وہاں جتنے نشانات اور جتنی علامتیں تھیں آپ نے سب بیان کر دیں آپ بیان کرتے جاتے اور سب چپ چاپ حیرت کی تصویر بنے سن رہے تھے لیکن ابھی بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ان کی ہٹ دھرمی پھر جاگ اٹھی اور وہ شک کے انداز میں سرہلاتے ہوئے بولے ضرور تم کو کسی نے یہ سب بتا دیا ہے کوئی اور روشن دلیل لاؤ اب آپ راستے میں جن جن چیزوں سے گزرے تھے ان کو بیان کرنے لگے فرمایا فلاں فلاں قافلے سے میری ملاقات ہوئی فلاں فلاں بستیوں سے میں گزرا فلاں اونٹنیاں میں نے دیکھیں اتنے قافلے عنقریب ہی پہنچنے والے ہیں اور اتنے ابھی کچھ فاصلے پر ہیں پھر ان قافلوں کے ساتھ یہ یہ سامان ہیں اور ان کے جانور ایسے ایسے ہیں مشرکوں نے کہا تمہاری باتوں پر یونہی کیسے یقین کرلیا جائے گا ذرا ٹھہرو قافلوں کو آلینے دو ان سے بھی پوچھ لیں کہ وہ اس رات کہاں تھے؟ اور جو جو علامات تم بتا رہے ہو ذرا اپنی آنکھوں سے بھی ہم دیکھ لیں اسی وقت ابوبکرؓ بول اٹھے اللہ کے رسول آپ نے سچ فرمایا سچ فرمایا اب آپ نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر یونہی رہے پھر سر مبارک اٹھایا اور ابوبکرؓ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا ابوبکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو "صدیق" کا خطاب دیا ہے۔